جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ البقرۃ

(۵۳)

(گزشتہ سے پیوستہ)

اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی، اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّھُمُ: ابْعَثْ لَنَا مَلِکًا، نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ. قَالَ: ھَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ کُتِبَ

تم[۶۴۳] نے موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کے سرداروں کو نہیں دیکھا، جب اُنھوں نے اپنے ایک نبی[۶۴۴] سے کہا: آپ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دیں[۶۴۵] تاکہ ہم (اُس کے حکم پر) اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ اِس پر نبی نے کہا: ایسا نہ ہو کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے اور پھر تم جہاد نہ کرو؟[۶۴۶] وہ بولے: ہم کیوں اللہ کی راہ میں

[۶۴۳] یہ اسی واقعے کی تفصیل فرمائی ہے جس کا ذکر اوپر بالاجمال ہوا ہے کہ برسوں کی مردنی کے بعد اللہ تعالیٰ نے کس طرح بنی اسرائیل کو ان کی طرف سے توبہ اور رجوع کے بعد دوبارہ ایک زندہ قوم بنا دیا۔

[۶۴۴] بائیبل میں وضاحت ہے کہ یہ ان کے نبی سموئیل علیہ السلام تھے۔

[۶۴۵] یہاں موقع کلام دوسرا ہے، اس لیے ذکر نہیں ہوا، لیکن بائیبل سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ مقرر کرنے کے اس مطالبے کو اللہ تعالیٰ نے پسند نہیں فرمایا اور انھیں توجہ دلائی کہ وہ اپنے ہاتھوں محکومی کا یہ طوق اپنی گردن میں نہ ڈالیں۔ سموئیل میں ہے:

> ''یہ بات سموئیل کو بری لگی اور سموئیل نے خداوند سے دعا کی اور خداوند نے سموئیل سے کہا کہ جو کچھ یہ لوگ تجھ سے کہتے ہیں، تو اس کو مان کیوں کہ انھوں نے تیری نہیں، بلکہ میری حقارت کی ہے کہ میں ان کا بادشاہ نہ رہوں... اور سموئیل نے ان لوگوں کو جو اس سے بادشاہ کے طالب تھے، خداوند کی سب باتیں کہہ سنائیں اور اس نے کہا کہ جو بادشاہ تم پر سلطنت کرے گا،

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا. قَالُوْا: وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا، وَاَبْنَآءِ نَا، فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ، تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ. ﴿٢٤٦﴾

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا. قَالُوْآ: اَنّٰى

جہاد نہ کریں گے، جب کہ ہمیں ہمارے گھروں اور ہمارے بچوں سے دور نکال دیا گیا ہے۔ لیکن (ہوا یہی کہ) جب اُن پر جہاد فرض کیا گیا[٦٤٧] تو اُن میں سے تھوڑے سے لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب پھر گئے، اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ اِن ظالموں سے خوب واقف تھا۔ ٢٤٦

اور (اُن کے اِس مطالبے پر) اُن کے نبی نے اُنھیں بتایا کہ اللہ نے طالوت[٦٤٨] کو تمھارے لیے بادشاہ

اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ وہ تمھارے بیٹوں کو لے کر اپنے رتھوں کے لیے اور اپنے رسالے میں نوکر رکھے گا اور وہ اس کے رتھوں کے آگے دوڑیں گے اور وہ ان کو ہزار ہزار کے سردار اور پچاس پچاس کے جمعدار بنائے گا اور بعض سے ہل جتوائے گا اور فصل کٹوائے گا اور اپنے لیے جنگ کے ہتھیار اور اپنے رتھوں کے ساز بنوائے گا اور تمھاری بیٹیوں کو لے کر گندھن اور باورچن اور نان پز بنائے گا اور تمھارے کھیتوں اور تاکستانوں اور زیتون کے باغوں کو، جو اچھے سے اچھے ہوں گے، لے کر اپنے خدمت گاروں کا عطا کرے گا اور تمھارے کھیتوں اور تاکستانوں کا دسواں حصہ لے کر اپنے خواجوں اور خادموں کو دے گا اور تمھارے نوکر چاکروں اور لونڈیوں اور تمھارے شکیل جوانوں اور تمھارے گدھوں کو لے کر اپنے کام پر لگائے گا اور وہ تمھاری بھیڑ بکریوں کا بھی دسواں حصہ لے گا۔ سو تم اس کے غلام بن جاؤ گے اور تم اس دن اس بادشاہ کے سبب سے، جسے تم نے اپنے لیے چنا ہوگا، فریاد کرو گے، پر اس دن خداوند تم کو جواب نہ دے گا۔ تو بھی لوگوں نے سموئیل کی بات نہ سنی اور کہنے لگے: نہیں، ہم تو بادشاہ چاہتے ہیں جو ہمارے اوپر ہو تاکہ ہم بھی اور قوموں کی مانند ہوں اور ہمارا بادشاہ ہماری عدالت کرے اور ہمارے آگے آگے چلے اور ہماری طرف سے لڑائی کرے۔‘‘ (٨: ٦۔٢٠)

[٦٤٦] اصل میں ’ھل عیستم‘ کے الفاظ آئے ہیں۔ یعنی کیا اس بات کا اندیشہ نہیں ہے؟ اردو زبان میں ’ایسا نہ ہو‘ کی تعبیر اسی مفہوم کے لیے اختیار کی جاتی ہے۔

[٦٤٧] یہ جہاد فلستیوں کی جارحیت کے مقابلے کے لیے فرض کیا گیا تاکہ بنی اسرائیل ان کے ظلم و عدوان سے اپنے دین و مذہب اور عزت و ناموس کی حفاظت کریں اور اپنے وہ شہر ان سے واپس لے لیں جن پر انھوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

[٦٤٨] بائیبل میں ان کا نام ساؤل آیا ہے۔ یہ غالباً ان کا لقب ہے جس سے وہ اپنے غیر معمولی قد و قامت کی وجہ سے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا، وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ، وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ
الْمَالِ . قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ، وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ
وَالْجِسْمِ، وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ، وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ . ﴿٢٤٧﴾
وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ: اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ، فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ

مقرر کر دیا ہے[٦٤٩]۔ بولے: اُس کی بادشاہی ہم پر کس طرح ہو سکتی ہے، جب کہ ہم اِس بادشاہی کے اُس سے زیادہ حق دار ہیں اور وہ کوئی دولت مند آدمی بھی نہیں ہے[٦٥٠]؟ نبی نے جواب دیا: اللہ نے اُسی کو تم پر حکومت کے لیے منتخب کیا ہے اور (اِس مقصد کے لیے) اُسے علم اور جسم، دونوں میں بڑی کشادگی عطا فرمائی ہے[٦٥١]۔ (یہ سلطنت اللہ کی ہے) اور (اپنی حکمت کے مطابق) اللہ اِس کو جسے چاہے، بخش دیتا ہے۔ (تم معاملات کو اپنی تنگ نظروں سے دیکھتے ہو) اور اللہ بڑی وسعت رکھنے والا ہے، وہ ہر چیز سے واقف ہے۔ اور اُن کے نبی نے مزید وضاحت کی کہ (اللہ کی طرف سے) اُس کے بادشاہ مقرر کیے جانے کی نشانی یہ ہے کہ (تمھارا) وہ صندوق[٦٥٢] (تمھارے دشمنوں کے ہاتھ سے نکل کر) تمھارے پاس آ جائے گا جس میں تمھارے پروردگار کی

لوگوں میں مشہور رہے ہوں گے۔ سموئیل میں ہے:

''اور جب وہ لوگوں کے درمیان کھڑا ہوا تو ایسا قد آور تھا کہ لوگ اس کے کندھے تک آتے تھے۔'' (۱۰:۲۳)

[٦٤٩] اصل میں لفظ 'بعث' استعمال ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بائیبل اور قرآن کی تصریحات کے مطابق سموئیل علیہ السلام نے اس بادشاہ کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق منتخب کیا تھا اور اس لحاظ سے ان کی حیثیت گویا خدا کے مبعوث کی تھی۔

[٦٥٠] بنی اسرائیل کے بعض شریروں نے یہ اعتراض اپنی عادت کے مطابق کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ طالوت بنیامین کے قبیلہ سے تھے۔ بنی اسرائیل کے قبیلوں میں یہ سب سے چھوٹا قبیلہ تھا اور طالوت اس کے سب سے چھوٹے گھرانے سے تھے۔ پھر، جیسا کہ بیان ہوا، وہ کوئی مال دار آدمی بھی نہیں تھے۔ سموئیل میں ہے:

''پر شریروں میں سے بعض کہنے لگے کہ یہ شخص ہم کو کس طرح بچائے گا؟ سو انھوں نے اس کی تحقیر کی اور اس کے لیے نذرانے نہ لائے۔ پر وہ ان سنی کر گیا۔'' (۱۰:۲۷)

[٦٥١] یعنی یہ خدا کا انتخاب ہے اور اہلیت کی بنیاد پر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے علم میں بھی وسعت دی ہے اور عمل کی

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

رَبِّكُمْ، وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ، تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ . اِنَّ

طرف سے (تمھارے لیے ہمیشہ) بڑی سکینت رہی ہے[653] اور جس میں وہ یادگاریں بھی ہیں جو موسیٰ اور ہارون کی ذریت نے (تمھارے لیے) چھوڑی ہیں۔ اِسے فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔[654] اِس میں، لاریب ایک

قوت بھی عطا فرمائی ہے، لہٰذا جس طرح کی قیادت اس وقت تمھیں چاہیے، اس کے لیے یہ شخص نہایت موزوں ہے۔

[۶۵۲] اصل میں لفظ 'التابوت' استعمال ہوا ہے۔ یہاں اس سے مراد بنی اسرائیل کا وہ صندوق ہے جسے بائیبل میں 'خدا کا صندوق' یا 'خدا کے عہد کا صندوق' کہا گیا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

''بنی اسرائیل کے مصر سے خروج کے زمانے سے لے کر بیت المقدس کی تعمیر تک اسی صندوق کو بنی اسرائیل کے قبلہ کی حیثیت حاصل رہی۔ وہ اس کو اپنے خیمۂ عبادت میں ایک مخصوص مقام پر نہایت مخصوص اہتمام کے ساتھ پردوں کے بیچ میں رکھتے اور تمام دعا و عبادت میں اسی کی طرف متوجہ ہوتے۔ ان کے ربی اور کاہن غیبی رہنمائی کے لیے بھی اسی کو مرجع بناتے۔ مشکل حالات، قومی مصائب اور جنگ کے میدانوں میں بھی بنی اسرائیل کا حوصلہ قائم رکھنے میں اس صندوق کو سب سے بڑے عامل کی حیثیت حاصل رہی۔ حضرت موسیٰ کے زمانے تک تو اس میں تورات اور صحرا کی زندگی کے دور کی بعض یادگاریں محفوظ کی گئیں، لیکن پھر اس میں حضرت موسیٰ، حضرت ہارون اور ان کے خاندان کے بعض اور تبرکات بھی محفوظ کر دیے گئے۔'' (تدبر قرآن ۱/۵۷۱)

[۶۵۳] اس صندوق کے ساتھ بنی اسرائیل کو غیر معمولی عقیدت تھی۔ چنانچہ، جیسا کہ اوپر بیان ہوا، مشکل کے وقت اور جہاد و قتال کے موقع پر ان کے حوصلے کو قائم رکھنے میں اس کو بڑا دخل تھا۔ 'فيه سكينة من ربكم' کے الفاظ سے قرآن نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

[۶۵۴] یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی اور فلستیوں نے غالباً طالوت کے بعض جنگی اقدامات اور ان میں کامیابی سے مرعوب ہو کر اپنے آپ کو جنگ کے خطرے سے بچانے کے لیے اس صندوق کو ایک گاڑی پر رکھ کر بنی اسرائیل کے علاقے کی طرف ہانک دیا۔ یہ گاڑی بغیر کسی گاڑی بان اور بغیر کسی محافظ کے دو ایسی گائیوں کے ذریعے سے جن کے دودھ پیتے بچے گھروں پر روک لیے گئے تھے، دہنے بائیں مڑے بغیر اپنی منزل پر پہنچ گئی۔ یہ سب، ظاہر ہے کہ فرشتوں کی مدد ہی سے ہو سکتا ہے۔ سموئیل میں اس کی تفصیلات یہ ہیں:

''اب تم ایک نئی گاڑی بناؤ اور دو دودھ والی گائیں جن کے جوا نہ لگا ہو، لو اور ان گایوں کو گاڑی میں جوتو اور ان کے بچوں کو گھر لوٹا لاؤ اور خداوند کا صندوق لے کر اس گاڑی پر رکھو اور سونے کی چیزوں کو جن کو تم جرم کی قربانی کے طور پر ساتھ کرو گے، ایک صندوقچہ میں کر کے اس کے پہلو میں رکھ دو اور اسے روانہ کر دو کہ چلا جائے اور دیکھتے رہنا... سو ان لوگوں نے ایسا ہی

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

کیا اور دو دودھ والی گائیں لے کر ان کو گاڑی میں جوتا اور ان کے بچوں کو گھر میں بند کر دیا اور خداوند کے صندوق اور سونے کی چُہوں اور اپنی گلٹیوں کی مورتوں کے صندوقچہ کو گاڑی پر رکھ دیا۔ ان گایوں نے بیت شمس کا سیدھا راستہ لیا۔ وہ سڑک ہی سڑک ڈکارتی گئیں اور دہنے یا بائیں ہاتھ نہ مڑیں اور فلستی سرداران کے پیچھے پیچھے بیت شمس کی سرحد تک ان کے ساتھ گئے اور بیت شمس کے لوگ وادی میں گیہوں کی فصل کاٹ رہے تھے۔ انھوں نے جو آنکھیں اٹھائیں تو صندوق کو دیکھا اور دیکھتے ہی خوش ہو گئے۔'' (۶: ۷۔ ۱۳)

[۶۵۵] یہ صندوق جب فلستیوں نے چھینا تو بنی اسرائیل کے بزرگوں نے اسے اسرائیل کی ساری حشمت کے چھن جانے سے تعبیر کیا اور پوری قوم کم و بیش بیس سال تک اس حادثے کا ماتم کرتی رہی۔ لہٰذا طالوت کے انتخاب کے خدائی انتخاب ہونے کی اس سے بہتر کوئی علامت نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر اس میں یہ بشارت بھی مضمر تھی کہ بنی اسرائیل نے خدا کی طرف رجوع کیا ہے تو ان کی حشمت بھی اب اللہ کی مدد سے اسی طرح واپس آ جائے گی، جس طرح صندوق واپس آ گیا ہے۔

بائیبل کا بیان اس معاملے میں قرآن سے مختلف ہے۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ فلستیوں نے طالوت کے انتخاب سے بہت پہلے ہی صندوق کو گاڑی میں رکھ کر بنی اسرائیل کے علاقے کی طرف ہانک دیا تھا۔ لیکن اس بیان کی خود بائیبل ہی کے دوسرے بیانات سے تردید ہوتی ہے۔ استاذ امام کے الفاظ میں، اگر واقعہ یہی ہے کہ فلستیوں نے سات مہینے کے بعد ہی صندوق کو اس کی کرامات اور اس کے خوارق سے ڈر کر واپس کر دیا تھا تو بائیبل کے اس بیان کے کوئی معنی نہیں رہتے:

''اور جس دن سے صندوق قریت یعریم میں رہا، تب سے ایک مدت ہو گئی، یعنی بیس برس گزرے اور اسرائیل کا سارا گھرانا خداوند کے پیچھے نوحہ کرتا رہا۔'' (سموئیل ۷: ۲)

وہ لکھتے ہیں:

''سوال یہ ہے کہ قریت یعریم اگر بنی اسرائیل ہی کے علاقے میں شامل تھا اور تابوت انھی کی حفاظت میں تھا تو بیس برس تک اسرائیل کا سارا گھرانا خداوند کے پیچھے نوحہ کیوں کرتا رہا؟ اور اس ''خداوند کے پیچھے'' کے الفاظ کا کیا مطلب ہے؟

اصل یہ ہے کہ سموئیل میں یہود نے متضاد روایات کا اتنا انبار لگا دیا ہے کہ اس کے اندر حق و باطل کا امتیاز ناممکن ہے۔ یہ قرآن کا احسان ہے کہ اس نے بعض واقعات کے صحیح پہلو نمایاں کیے۔'' (تدبر قرآن ۱/ ۵۷۶)

[باقی]

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org